AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783
https://aljamei.com/index.php/ajrj

# A Scholarly Review of Orientalists' Criticisms of the Genealogy of the Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him)

# نسبِ نبوی ﷺ پر مستشرقین کی تنقیدات کا علمی جائزہ

**Dr. Nazia Begum**
Assistant Professor (visiting) Department of Islamic Thought and Culture Numl, Karachi Campus, nazia.begum@numl.edu.pk
**DR. ANWAR UL HAQ**
Assistant Professor, Department of Islamic Thought & Culture, NUML, Karachi, Campus, anwar.ulhaq@numl.edu.pk
**Hafiz Muhammad Rizwan**
Teaching Assistant, Dept. of Islamic Learning, University of Karachi, mrizwaan94@gmail.com

**Abstract**

Genealogy is an important and great knowledge. Since the Arabs used to protect their genealogy, they also had the most knowledge about it and there was no tribe that did not have a genealogist. Among the Arabs, genealogy began in the era of Jahiliyyah and in the Islamic era, when other sciences and arts were edited, the knowledge of genealogy also became a regular science and art, and a large number of scholars in each period were known by the title of Nasab. Happened The Caliphs were experts in this art. Apart from them, mentions of more than fifty historians are available in translation books. This knowledge continued to develop for about three centuries and finally its evolution and development came to an end in the 4th century Hijri, and after that this knowledge was narrated as a former knowledge of Arab sciences. In view of the importance of this article, the research study of the Prophet's genealogy is an important matter. The genealogy of the Holy Prophet (PBUH) has been studied in the light of his own sayings. A short article cannot afford to cover all the traditions related to the Prophetic genealogy and the rigor required to study them.

**Keywords:** Genealogy, philosophy, Blasphemy, Jahiliyyah

**تعارف**

سب سے اعلیٰ وارفع نسب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ علمائے اسلام نے آپ ﷺ کا نسب جاننا فرض قرار دیا ہے۔ امام ابن حزم کا یہ قول نقل کیا گیا ہے۔ کوئی نسب ایسا ہوتا ہے جس کا علم حاصل کرنا ہر شخص پر فرض عین ہے، کوئی فرض کفایہ اور کوئی مستحب ہے۔ یہ جاننا فرض ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آپ ابن عبد اللہ ہاشمی ہیں۔ جو شخص خیال کرتا ہے کہ آپ نہیں ہیں تو اس نے کفر کیا۔"(1) بدرالدین عینی کے مطابق: " ایک شخص کے لیے یہ جاننا فرض ہے کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ آپ محمد بن عبد اللہ قریشی ہاشمی ہیں جو مکہ میں رہتے تھے پھر مدینہ تشریف لے آئے۔ جو شخص اس میں شک کرتا ہے کہ آپ ﷺ قریشی تھے یا یمانی یا تیمی وغیرہ میں سے تھے تو وہ شخص کافر ہے، وہ اپنے دین کو نہیں جانتا، سوائے اس کے کہ اسے شدید جہالت کا عذر لاحق ہو۔ ایسی صورت میں اس پر لازم ہے کہ وہ علم حاصل کرے۔"(2)

نسب رسالت مآب ﷺ کی اسی اہمیت کے پیش نظر مضمون ہذا نسب نبوی کے محققانہ مطالعہ ایک اہم امر ہے۔ نسب رسالت مآب ﷺ کا مطالعہ آپ ہی کے فرمودات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ نبوی نسب سے متعلق تمام روایات کا احاطہ اور ان کا مطالعہ جس گیرائی کا متقاضی ہے اس کا متحمل مختصر مضمون نہیں ہو سکتا۔ تاہم چند پہلوؤں کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ا۔ نسب نبوی ﷺ میں شامل تمام اصلاب وارحام پاکیزہ اور ہر تہمت سے بری وطاہر تھے۔

2۔ نسب نبوی عدنان تک مُتّفق علیہ ہے اور اس سے اوپر کے نسب میں اختلاف ہے۔

3۔ یہ بات بالاجماع ثابت ہے کہ عدنان حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی نسل سے تھے۔

4۔ رسالت مآب ﷺ کے نسب میں شامل تمام آباء وامہات عقیدہ توحید پر قائم تھے۔

5۔ روز قیامت تمام انساب کے برعکس صرف نسب نبوی ﷺ جاری رہے گا۔

کسی انسان کے اعزازات میں اوراس کے مقام ومرتبہ میں فرق اس کی فضیلت وشرافت کی وجہ سے آتا ہے۔ شرافت اگر اپنے نقطۂ عروج پر ہو تو یہی اس کی فضیلت کا باعث بنتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسی شرافت کا اولین انحصار اس کے نسب کے پاکی وستھرائی پر رکھا اوراس کو پاک رکھنے کی خاطر نکاح کا بہترین رواج قائم کیا اور سفاحت وبدکاری سے محفوظ فرمایا۔ تمام انسانی نسل کی شرافت اپنی جگہ ہے اور بات اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی ہو تو تمام فضیلتیں اور شرافتیں اپنے اتمامِ حقیقی کے ساتھ آپ ﷺ کی شخصیت میں مجتمع ہو جاتی ہیں۔ حضور ﷺ کی دیگر فضیلتوں کی طرح آپؐ کا شرفِ نسبی بھی بے مثل وبے مثال ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں سیدنا ابراھیم علیہ السلام جد رسولِ معظم ﷺ کی دعا ذکر کی گئی:

"رَبَّنَاوَاجْعَلْنَامُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاأُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ"(3)

" اے ہمارے رب! ہمیں خالص اپنی فرماں برداری پر برقرار رکھ ' اور ہماری اولاد میں سے ایک امت کو خاص اپنا فرماں بردار کر۔"

قرآن مجید کی ان آیات کریمہ نے یہ بات ثابت کر دی کہ آقا علیہ السلام کی بعثت کی خاطر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے پورے نسب کو شرک اور کفر کی آلودگیوں سے پاک کر دیا۔ اس لئے ولادتِ مصطفی ﷺ اُس نسب، نسل، ذریت اور خاندان میں ہوئی جس خاندان کے آباء واجداد اور اُمہات مرد وعورت کسی دور میں بھی کفر وشرک میں مبتلا نہ ہوئے۔ حضور ﷺ کی بعثت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہزارہا سال تک آپ کے آباء واجداد کے نسب کے ایک ایک فرد کو خواہ وہ مرد تھا یا عورت، ان کی پشت اور ان کے بطن کو شرک وکفر کی آلودگیوں سے محفوظ رکھا،

تاکہ جن پشتوں اور بطنوں میں ہزارہا سال تک حضور علیہ السلام کا نور گزرنا تھا ان میں کہیں بھی کفر وشرک کی آلودگی نہ ہو اور نسبِ مصطفیٰ ﷺ پر اس کا طعن نہ آ سکے۔ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے بعثتِ مصطفیٰ ﷺ کے تقدس کے لیے طہارتِ نسبِ مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام تھا۔ محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں: "عباد مخلصین کہ جن کو حق جل شانہ نے اپنی نبوت ورسالت کے لئے منتخب فرمایا ہو ان کا سلسلہ نسب پاک مطہر ہوتا ہے، اللہ ان کو ہمیشہ اصلاب طیبین سے ارحام طاہرات کی طرف پاک وصاف منتقل فرماتا رہا۔ حق جل وعلا نے جس کو اپنا مصطفیٰ اور مجتبیٰ بنایا اس کے مصطفیٰ بنانے سے پہلے اس کے نسب کو ضروری مصطفیٰ اور مجتبیٰ، مہذب بنایا۔ مصطفین الاخیار۔ خدا کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں کا جس چیز سے جس حد تک تعلق ہوتا ہے اسی حد تک اس میں اصطفاء اور اجتباء، برگزیدگی اور پسندیدگی سرایت کر جاتی ہے۔"(4)

رسول مکرم ﷺ کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے ذات مصطفیٰ تک ہر لحاظ سے چاہے وہ نفوس ہوں یا قبیلہ یا خاندان والدہ ہو یا والد قدرت خداوندی نے ذات مصطفیٰ کے حسب ونسب کو تمام تر زمانہ جاہلیت کی آلائشوں اور بری چیزوں سے محفوظ رکھا ہے اور آپ ﷺ کا گھرانا اور خاندان تمام گھرانوں اور خاندانوں سے ارفع واعلیٰ ہے، جیسا کہ احادیث مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے۔ روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: قَرَأَ: "{لَقَدْ جَائَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ} يَعْنِي مِنْ أَعْظَمِكُمْ قَدْرًا"(5)

" حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت ہے کہ" انہوں نے {بیشک تمہارے پاس تم میں سے ایک باعظمت رسول ﷺ تشریف لائے} پڑھتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد ہے: یعنی تم میں سے مقام ومرتبہ اور نسب کے لحاظ سے سب سے افضل رسول تشریف لائے۔"

### حضور ﷺ کے ذاتی شرف وکمال اور حسب ونسب کے فضائل

قَالَ: "بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِقُرُوْنِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا، حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيْهِ"(6)

" فرمایا: مجھے نوعِ انسانی کے بہترین زمانہ میں مبعوث کیا گیا۔ زمانوں پر زمانے گزرتے رہے یہاں تک کہ مجھے اس زمانہ میں رکھا گیا جس میں، میں اب موجود ہوں۔"

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: " أَتَانِي جِبْرِيْلُ عليه السلام فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ، إِنَّ اللهَ بَعَثَنِي فَطُفْتُ شَرْقَ الْأَرْضِ وَغَرْبَهَا وَسَهْلَهَا وَجَبَلَهَا فَلَمْ أَجِدْ حَيًّا خَيْرًا مِنَ الْعَرَبِ، ثُمَّ أَمَرَنِي فُطُفْتُ فِي الْعَرَبِ فَلَمْ أَجِدْ حَيًّا خَيْرًا مِنْ مُضَرَ، ثُمَّ أَمَرَنِي فَطُفْتُ فِي مُضَرَ فَلَمْ أَجِد حَيًّا خَيْرًا مِنْ كِنَانَةَ، ثُمَّ أَمَرَنِي فَطُفْتُ فِي كِنَانَةَ فَلَمْ أَجِدْ حَيًّا خَيْرًا مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ أَمَرَنِي فَطُفْتُ فِي قُرَيْشٍ فَلَمْ أَجِد حَيًّا خَيْرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، ثُمَّ أَمَرَنِي أَنْ أَخْتَارَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَلَمْ أَجِدْ فِيْهِمْ نَفْسًا خَيْرًا مِنْ نَفْسِكَ."(7)

" حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: " میرے پاس جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے عرض کیا: اے محمد! بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا تو میں نے زمین کے شرق وغرب اور میدانی وپہاڑی تمام علاقے گھومے۔ اور میں نے عرب سے افضل کوئی قبیلہ نہیں پایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا، میں تمام عرب گھوما تو قبیلہ مضر سے بڑھ کر کسی کو افضل نہیں پایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تو میں تمام مضر میں گھوما تو قبیلہ کنانہ سے بڑھ کر کوئی افضل قبیلہ نہیں پایا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا میں تمام کنانہ میں گھوما تو میں نے قریش سے بڑھ کر کسی کو افضل نہیں پایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تو میں تمام قریش میں گھوما تو بنو ہاشم سے بڑھ کر کسی قبیلہ کو افضل نہیں پایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ ان میں سے کسی ایک ذات کو پسند کروں تو یا رسول اللہ! میں نے ان میں آپ کی ذات اقدس سے بڑھ کر کسی کو بہتر وافضل نہیں پایا۔"

### امام بخاری آپ ﷺ کا سلسلہ نسب یہ بیان کیا ہے

”مُحَمَّدبْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِمَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غالِبِ بْنِ فِهْرِبْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِبْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرِبْنِ نِزَارِبْنِ مَعَدبْنِ عَدْنَانَ“(8)

رسول اللہ ﷺ خطہ عرب میں پیدا ہوئے، آپ نے خود کو سب سے زیادہ خالص عرب قرار دیا ہے، آپ ﷺ کے آباء واجداد میں کسی غیر عرب خون ونسل کی آمیزش نہیں ہے، ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ:”رسول اللہ ﷺ ”انا اعربکم“میں تم سب سے زیادہ خالص عرب ہوں۔“(9)

### آدم علیہ السلام سے رسول ﷺ تک کا نور پاکیزہ نفوس سے گزارا گیا

”لَمْ يَلْتَقِ أَبَوَايَ فِي سِفَاحٍ لَمْ يَزَلِ اللهُ تعالى يَنْقُلُنِي مِنْ أَصْلَابٍ طَيِّبَةٍ إِلَى أَرْحَامٍ طَاهِرَةٍ صَافِيًامُهَذَّبًالَاتَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ إِلَّاكُنْتُ فِي خَيْرِهِمَا.“ (10)

”میرے والدین کبھی بھی بغیر نکاح کے نہیں ملے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل فرماتا رہا، جب بھی لوگوں کے دو گروہ ہوئے تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں رکھا گیا۔“

”وَاللهِ، مَاافْتَرَقَ شُعْبَتَانِ مُنْذُ خَلَقَ اللهُ آدَمَ إِلَّاكُنْتُ فِي خَيْرِهِمَا.“ (11)

”اور بخدا! حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے اب تک کوئی دو گروہ جدا نہیں ہوئے مگر میں ان دونوں میں سے بہترین میں رہا۔“

### قبیلہ مضر سے ہوں

حضرت یحیٰ بن جعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں سے ملے جو کہ سواری پر تھے، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ”مضر“ سے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا”وَاَنامُضَر“(12) میں بھی مضر سے ہوں۔

رسول مکرم کی ولادت عہد جاہلیت میں بھی شرعی نکاح سے ہوئی

”مَاوَلَدَنِي مِنْ سِفَاحِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ شَيْئٌ، وَمَاوَلَدَنِي إِلَّانِكَاحٌ كَنِكَاحِ الإِسْلَامِ“(13)

[1]” میری ولادت میں دور جاہلیت کی بدکاری کا ذرہ تک شامل نہیں اور میری ولادت اسلامی طریقہ نکاح سے ہوئی۔“

حضور نبی اکرم ﷺ کا مبارک نسب زمانہ جاہلیت میں بھی تمام تر آلائشوں سے پاک تھا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

اولاد اسماعیل سے بنی کنانہ، پھر کنانہ سے بنی قریش، قریش سے بنی ہاشم اور ہاشم سے آپ کو منتخب کیا گیا۔

وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”اِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِإِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًامِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ“(14)

”حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے بنی کنانہ کو منتخب کیا اور اولاد کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب کیا اور بنی ہاشم میں سے مجھے شرفِ انتخاب بخشا۔“

### روز قیامت تمام انساب ختم ہو جائیں گے سوائے نسب رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کا نسب مبارک روز قیامت بھی ختم نہیں ہو گا بلکہ باقی وجاری رہے گا۔ آپ ﷺ کے علاوہ تمام انسانوں کے نسب قیامت

---

[1]

کے روز منقطع ہو جائیں گے، حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّ سبَبٍ ونَسب فَإِنَّهُ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّاسَبَبِي وَنَسَبِي "(15)

"روزِ قیامت ہر نسب و سبب کٹ جائے گا، البتہ میرا نسب و سبب باقی رہے گا۔"

نسب یعنی جو ولادت کے طریق سے ہو اور سبب یعنی جو مصاہرت کے طریق سے ہو، یا آپ ﷺ کی اقتداء کے طریق سے ہو۔ ہجرت عمرؓ سے مروی یہ حدیث درج کرنے کے بعد علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ: "اسے ایک جماعت نے حضرت مسور بن مخرمہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے، پس یہ خبر مقبول ہے، اسے کوئی شخص رد نہیں کر سکتا سوائے، اس کے جس کے دل میں ذرا سی عداوت ہو، روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کا نسب مومنین کے لئے اصل ہے۔"(16)

مستشرقین آپ ﷺ کی نسب کا اسی طرح سے انکار کرتے ہیں جس طرح ان کے پیش رو یہود و نصاریٰ نے کیا تھا۔ یہود نبوت و رسالت کو بنی اسماعیل میں جاتے ہوئے برداشت نہ کر سکے اور اپنی تمام تعلیمات اور کتب میں بے تحاشا تحریفات کر ڈالیں۔ انھوں نے حضرت اسماعیل کے ذبیح ہونے کا انکار کیا اور کہا کہ ذبیح حضرت اسحٰق تھے۔ جبکہ دنیا کی معلوم تاریخ کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کبھی بھی کسی مذہب کے ماننے والوں نے اپنی اولاد کو اپنے مذہبی مقاصد کے لیے قربان یا وقف کرنے کا ارادہ کیا تو ہمیشہ اس مقصد کے لیے پہلوٹھی کا بچہ استعال کیا۔ چونکہ حضرت اسماعیل عمر میں حضرت اسحٰق سے بڑے تھے اس لیے یہ بات بالبداہت، واضح ہے کہ راہ خدا میں قربانی کی سعادت بھی انھی کے حصے میں آئی ہو گی۔ یہ روایات کہ کعبہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے تعمیر کیا تھا، اور عرب حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں، تاریخ عرب میں تسلیم شدہ تھیں۔ ان پر نہ اس وقت یہود نے اعتراض کیا تھا اور نہ نصاریٰ نے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی کتب سے ایسی تمام نشانیاں مٹا دینے کی کوشش کی جن سے نبی ﷺ کی نبوت کی تائید ہوتی تھی، جب کہ قرآن واضح طور پر کہہ رہا ہے کہ وہ آپ ﷺ کو بطور نبی اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں۔ اس کے باوجود، چونکہ انسانی کوشش غلطی سے مبرا نہیں ہوتی۔ جبکہ صدیوں سے کسی کو نبی ﷺ کے بنی اسماعیل سے ہونے پر کوئی اعتراض نہ تھا اور نہ ہی کسی نے اس حقیقت کو جھٹلایا تھا۔ لیکن موجودہ دور کے بزعم خود انصاف پسند اور حقیقت بیان مستشرقین نے بغیر کسی دلیل کے آپ ﷺ کی اس حیثیت کا بھی انکار کر دیا۔ مشہور مستشرق ولیم میور نے اپنی کتاب "The Life of Muhammad" میں اس بات کا ذکر کیا کہ اس بات کی خواہش کہ آپ ﷺ کو حضرت اسماعیل کی اولاد سے خیال کیا جائے اور یہ کہ اس بات کو ثابت کر دیا جائے کہ آپ اسماعیل کی اولاد سے ہیں، پیغمبر ﷺ کو اپنی زندگی میں ہوئی۔ اور اس کے لیے آپ کے ابراہیمی نسب نامے کے ابتدائی سلسلے گھڑے گئے اور حضرت اسماعیل اور بنی اسرائیل کے بے شمار قصے عربی زبان میں شامل کیے گئے۔ اسی حوالہ سے مولانا شبلی لکھاہے: "تورات میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی پہلی اولاد حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے ہوئی جس کا نام اسماعیل رکھا گیا، حضرت اسماعیلؑ کے بعد حضرت سارہؓ کے بطن سے حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے، حضرت اسماعیلؑ، جب بڑے ہوئے حضرت سارہ نے یہ دیکھ کر وہ حضرت اسحاقؑ کے ساتھ گستاخی کرتے ہیں، حضرت ابراہیم سے کہا کہ ہاجرہ اور اس کے بیٹے کو گھر سے نکال دو۔ ان واقعات کے بعد تورات کے خاص الفاظ یہ ہیں۔"(17)

اور پھر مولانا شبلی نے تورات سے استشہاد پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں: "تب ابراہیم نے صبح سویرے اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور اس کو ہاجرہ کے کاندھے پر دھر دیا، اور اس لڑکے کو بھی رخصت کیا وہ روانہ ہوئی بیر سبع کے بیابان میں بھٹکتی پھرتی تھی اور جب مشک کا پانی چک گیا تب اس

نے اس لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا اور آپ اس کے سامنے ایک تیر کے ٹپے پر دور جا کر بیٹھی کیونکہ اس نے کہا میں ان کے کا مرنانہ دیکھوں سو وہ سامنے بیٹھی اور چلا چلا کر روئی تب خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتہ نے ان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا کہ اے ہا جرہ! تجھ کو کیا ہوا مت ڈر کہ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سنی اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بتاؤں گا پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جا کر اپنی مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہا اور تیر انداز ہو گیا اور فاران کے بیابان میں رہا اور اس کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت بیا ہنے کو لی۔" (تورات سفر پیدائش باب 21) (18)

**ولیم میور کا رد**

مولانا شبلی نعمانی صاحب نے ولیم میور کو واضح انداز میں جواب دیا ہے لکھتے ہیں:

"سر ولیم نے صریحاً یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت اسماعیل کے خاندان سے نہ تھے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔ "یہ خواہش کہ مذہب اسلام کے پیغمبر کو اسماعیل کی اولاد سے خیال کیا جائے۔ اور غالباً یہ کوشش کہ وہ اسماعیل کی نسل میں سے ثابت کئے جائیں، ان کی حین حیات میں پیدا ہوئی تھی۔ اور اس طرح محمد کے ابراہیمی نسب نامہ کے ابتدائی سلسلے گھڑے گئے تھے، اور اسماعیل اور بنی اسرائیل کے لئے بے شمار قصے نصف یہودی اور نصف عربی سانچہ میں ڈھالے گئے تھے۔" لیکن ایک طرف سر ولیم صاحب کا تنہا ہے دوسری طرف بیسوں یورپین اور یہودی مؤرخین ہیں جو نہ صرف خاندان قریش کو بلکہ تمام شمالی عرب و حجاز کو ابراہیمی النسل تسلیم کرتے ہیں۔" (19)

**ماگولیتھ کا رد**

تاریخ عرب کا ایک ایک حرف اس کا شاہد ہے لیکن مارگیولس نے نہایت کوشش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خاندان کو مبتذل ثابت کیا جائے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں یہ بالکل ظاہر ہے کہ چند ایک غریب اور ادنی خاندان سے تھے۔ اس کے بعد صاحب موصوف نے حسب میں استدلال پیش کئے ہیں۔

(1) قرآن مجید میں ہے کہ قریش کو حیرت تھی کہ ان میں ایسا پھر کیوں نہ بھیجا گیا جو شریف خاندان سے ہوتا۔

(2) پیغمبر کے عروج کے زمانہ میں قریش نے آنحضرت کو اس درخت سے تشبیہ دی جو گھوڑے پر جاتا ہے۔

(3) رسول اللہ کو جب ایک شخص نے مولیٰ کے لفظ سے خطاب کیا تو آپ نے اس لقب سے انکار کیا۔

(4) فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج شرفائے کفار کا خاتمہ ہو گیا۔ قرآن شریف کے الفاظ یہ ہیں:

"وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ" (20)

یعنی کفار کہتے ہیں کہ یہ قرآن دو شہروں (مکہ وطائف) کے کسی رئیس پر کیوں نہ اترا 1 عظیم اور شریف دو الگ لفظ میں قرآن میں عظیم کا لفظ ہے اہل عرب دولت اور اقتدار والے کو ظلم کہتے تھے ان کو آنحضرت کی شرافت سے نہیں بلکہ جاہ و دولت سے انکار تھی۔

دوسرا استدلال اگر صحیح ہو تو دشمن کی ہر بات کو ی ماننا چاہیے۔ کفار نے تو آنحضرت ﷺ کو دیوانہ، جادوزدہ، شاعر سب کچھ کہا ان میں سے کونسی بات صحیح ہے؟ بلاشبہ آنحضرت ﷺ نے مولی اور سید کے الفاظ سے انکار کیا لیکن متعدد حدیثوں میں صاف تصریح ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ کو سید اور مولی نہ کہو مولی اور سید خدا ہے۔ قرآن میں ہر جگہ خدا ہی کو مولیٰ کہا ہے اس سے آنحضرت ﷺ کی خاندانی شرافت کا ابطال کیونکر ہوتا

ہے؟

اخیر استدلال بھی حیرت انگیز ہے اس سے آنحضرت ﷺ کی کم نسبی کیونکر ثابت ہوتی ہے؟ کہ شرفائے مکہ سے یہاں مراد جبارین و متکبرین مکہ ہیں۔(21)

آپ کا حسب و نسب آسمان کی طرح کھلی کتاب اور سفید بادلوں کی طرح صاف و شفاف ہے۔ اس لئے مستشرقین نے رسول اللہ ﷺ کے انساب پر مختلف انداز میں الزامات عائد کئے۔ مستشرقین حضرت ابراہیم اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل پر اعتراض کرتے ہیں آپ کبھی مکہ میں نہیں آئے اس بارے میں قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ:

"حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہونے والے انبیاء نے بھی اپنے الہامات میں بنی اسماعیل علیہ السلام کی بابت بہت کچھ اشارے کئے ہیں۔ اس جگہ میرا مقصود صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بابت کچھ لکھنے کا ہے۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو اور ان کی والدہ کو اس جگہ آباد کیا تھا، جہاں اب شہر مکہ آباد ہے۔ مقدس باپ نے نامور بیٹے کی شمولیت سے اس جگہ ایک مسجد بھی (مکعب شکل کی) بنا دی تھی اور اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مالک الملک اس سنسان جگہ میں آباد ہونے والی قوم کی روزی کا خود سامان کرے، انہیں کھانے کے لئے عمدہ عمدہ میوے ترکاریاں ملتی رہیں، اور ان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے ایک عظیم الشان رسول بھی اسی مقام پر پیدا ہو۔"(22)

مستشرقین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات پر اعترض کرتے ہیں اس کے جواب میں ہیکل صاحب فرماتے ہیں:

یہ شکوک پیدا کرنے والوں میں سر ولیم میور ہیں: جو حضرت ابراہیم کا اسماعیل اور ان کی والدہ کے حجاز لے جانے کے واقعہ ہی سے منکر ہیں. (سر ولیم میور) لکھتے ہیں: و اسرائیلی سخن بافوں نے یہ فسانہ ظہور اسلام سے قبل گھڑ لیا کہ حضرت ابراہیم نے اپنے فرزندوں کو عرب میں آباد کر دیا۔ ان (یہود) کا مقصد یہ ہے کہ عرب کے اسماعیل کی نسل میں ہونے کی وجہ سے یہودی خود کو بھی اولاد اسحاق کی صورت میں پیش کریں تا کہ عربوں کے ساتھ عم زادگی کے وسیلے سے اس ملک میں اپنی تجارت کو فروغ دے سکیں۔(23)

اس تمہید کے بعد (میور) فرماتے ہیں:

"اہل عرب کو حضرت ابراہیم کے دین سے کوئی نسبت نہ تھی۔ وہ بت پرستی کرتے تھے اور ابراہیم خدا پرست و موحد تھے۔

لیکن معترض کی تنہا یہ دلیل ایک مسلمہ تاریخی واقعہ کی نفی کے لیے کفایت نہیں کر سکتی کہ حضرت ابراہیم اور ان کے فرزند اسماعیل کی وفات کے صدیوں بعد عربوں کا بت پرست بن جانا اس امر کی دلیل بن جانا کہ جس زمانہ میں ابراہیم نے اپنے اہل بیت کو حجاز میں آباد کیا اسی وقت سے لے کر ان دونوں باپ بیٹوں کی تعمیر کعبہ کے وقت تک عرب کے رہنے والے بت پرست ہی تھے۔

بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں یہ لوگ بت پرستی کرتے تھے تب بھی سر ولیم میور کے لے یہ دلیل موید نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت ابراہیم نے اپنے وطنی ہم قوم کو بت پرستی سے منع فرما کر خدائے واحد کی عبادت پر لانا چاہا مگر انھوں نے آپ کی ذات کو نہ مانا۔ اسی طرح حجاز آکر بھی انہوں وہی دیکھا اور ان کو بھی توحید کی دعوت دی مگر یہ بھی آپ کی تعلیم سے منحرف ہی رہے، آخر اس میں کون سا ایسا پہلو نکلتا ہے جس کی بنا پر حضرت ابراہیم کے حجاز آئے اور ضروری سمجھ لیا جائے، خصوصا جب کہ عقل صریح اور نقل صحیح دونوں ہماری تائید اور میور کی تردید میں پیش پیش ہوں یعنی:

جب حضرت ابراہیم عراق سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تو پہلے فلسطین میں وارد ھونے اور سفر کی نعمت اور صحرا نوردی ان کی عزیمت پر اثر انداز نہ

ہو سکی تھی۔ جہاں انھوں نے شام سے آنے والے تاجروں کو حجاز کی سمت جاتے ہوئے دیکھا تو خود اور مزید میری دلیل میں ان مورخین کی حکایت بھی مورور جو حضرت ابراہیم کی وفات فسلطین سے حجاز تشریف لانا بیان کرتے ہیں۔

سر ولیم میور اوران کے ہمنوا یہ بھی لکھتے ہیں: حضرت ابرہیم اور اساعیل کی وفات کے بعد ان کی اولاد فلسطین سے حجاز میں آکر آباد ہو گئی جن کی نسل میں عراق وحجاز دونوں کے خون کی آمیزش ہو گئی۔

مزید ہیکل صاحب جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں کہتاہوں اگر ان کی اولاد کا حجاز منتقل ہونا ممکن ہے تو خود حضرت ابراہیم اور ان اسماعیل کے جہاں آنے میں کیا اشکال رہ جاتا ہے۔ خصوصاً جب تاریخ کی حجاز میں تشریف آوری کی پشت بانی کر رہی ہو اور قرآن مجید کے ساتھ دوسری آسمانی کتابیں بھی اس واقعہ کی تائید میں ہوں کہ حضرت ابراہیم نے اپنے نور نظر اسماعیل کو اپنے ہمراہ لے کر کعبہ تعمیر فرمایا(قرآن فرماتا ہے:)

"إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ،،فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ"(24)

"بیشک پہلا گھر جو مقرر کیا گیا لوگوں کی عبادت کے لیے البتہ وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت ہے جہان والوں کے لیے۔۔۔اس میں کئی نشانیاں ہیں، صاف، صاف ایک ان میں سے مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہو گا، ہو گا امن والا اور اللہ تعالیٰ کے واسطے لوگوں پر لازم ہے بیت اللہ کا حج جو طاقت رکھتا ہے اس کی طرف راستے کی اور جس نے انکار کیا پس بیشک اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے جہان والوں سے۔"

**عربوں کے ہاں خاندانی وجاہت**

عربوں کے ہاں خاندانی وجاہت ایک بہت بڑا انسانی کمال شمار ہوتا تھا، مستشرقین حضور ﷺ کی خاندانی وجاہت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جدید مادیت زدہ دور میں دولت کو انسانی عظمت کی کسوٹی سمجھا جاتا ہے، مستشرقین اس کسوٹی کو حضور پر لاگو کر کے آپ کا مقام گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بیسویں صدی عیسوی کی مادی اقدار کو ساتویں صدی عیسوی کے عربوں پر منطبق کر کے مکہ کی مارکیٹ میں ایسے طاقت ور اجارہ داروں کا سراغ لگانے کی کوشش کرتے ہیں جو کمزور قبائل کو تجارت کے میدان میں سر اٹھانے کی مہلت نہ دیتے تھے۔ حضور ﷺ کو دھوکہ باز ثابت کرنے کے لئے وہ پورا زور لگاتے ہیں تاکہ یہ ثابت کریں کہ حضور ﷺ نے یہودیت اور عیسائیت سے تعلیمات اخذ کیں، ان کی بنیاد پر ایک دین وضع کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ دین الہامی ہے اور اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ وہ حضور ﷺ کے اخلاق پر حملہ کرتے ہیں۔ آپ کو شہوت پرست اور ظالم قرار دیتے ہیں۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ کسی اصول کے پابند نہ تھے بلکہ جب ضرورت پڑتی تھی، اصولوں کو توڑ دیتے تھے اور دعویٰ کرتے تھے کہ انہیں وحی کے ذریعے اس غلط اصول کو توڑنے کا حکم ملا ہے۔"(25)

**رسول اللہ ﷺ کی خاندانی وجاہت**

مستشرقین نے حضور ﷺ کی خاندانی وجاہت کو گھٹانے کے لئے مختلف مفروضے قائم کئے ہیں۔ ان مفروضوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ حضور ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے تعلق، آپ کے پیروکاروں کی خوش اعتقادی کی اختراع ہے۔ دوسرا مفروضہ یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہونا کوئی فخر کی بات نہیں کیونکہ وہ خود ایک لونڈی کی اولاد تھے۔ تیسرا مفروضہ یہ ہے کہ مکہ کے قبائل میں خاندان بنوہاشم کی حیثیت معمولی تھی۔ مکہ میں دیگر قبائل معاشی اور سیاسی طور پر بڑے طاقت ور تھے اور ان کے مقابلے میں خاندان بنوہاشم کی

کوئی حیثیت نہ تھی۔(26)

اس کا جواب دیتے ہوئے شاہ صاحب لکھتے ہیں:

" عرب نے اپنی خداداد قوت حافظہ کو اپنے نسب نامے حفظ کرنے کے لئے دل کھول کر استعمال کیا تھا۔ ہر قبیلے کا رکن صرف اپنے قبیلے کے نسب ناموں ہی کو یاد نہ کرتا تھا بلکہ ان تمام قبائل کے نسب ناموں کو یاد رکھنا بھی ان کے لئے ضروری تھا جن کے ساتھ کی میدان میں ان کے تصادم کا امکان ہوتا۔ وہ اپنے اجداد کے کارناموں اور اپنے مخالفین کے نسب ناموں کی کمزوریوں کو یاد رکھتے تھے تاکہ وقت آنے پر مخالفین کے مقابلے میں اپنے نسب کو بلند ثابت کرسکیں۔(27)

خاندانی وقار کی حفاظت کے لئے مختلف قبائل کی تلواریں ایک دوسرے کے خلاف بے نیام ہوتیں اور دونوں طرف سے بہادر جنگجو اپنی بہادری اور جنگی مہارت کے جوہر دکھاتے۔ بہادری کے کارنامے پر ان کی روایت کا حصہ بن جاتے اور آئندہ آنے والی نسلیں اپنے اسلاف کی بہادری کے کارناموں کو نظم اور نثر کی شکل میں بڑے فخر سے لوگوں کے سامنے پیش کرتیں۔

ان حالات میں کسی شخص کے لئے ممکن نہ تھا کہ وہ کسی روایت کو توڑ مروڑ کر پیش کرے کیونکہ یہ روایتیں ان کے دشمنوں کو بھی ازبر ہوتی تھیں اور یہ سوچنا محال تھا کہ کوئی شخص اس قسم کی غلط بیانی کرے اور پکڑا نہ جائے۔ عرب واقعی برائیوں کی دلدل میں سر سے پاؤں تک ڈوبے ہوئے تھے لیکن اس حقیقت کے باوجود وہ جھوٹ سے نفرت کرتے تھے اور اس بات کو گوارا نہ کرسکتے تھے کہ لوگوں میں وہ جھوٹے مشہور ہوں، اس لئے وہ جھوٹ بولنے سے ڈرتے تھے۔ ابوسفیان اسی خوف کی وجہ سے، خواہش کے باوجود دربار ہرقل میں حضور ﷺ کے خلاف کوئی جھوٹی بات نہ کہہ سکا تھا۔ عرب کی یہ روایتیں، جو کسی بھی تاریخی روایت سے زیادہ مستند قرار دی جاسکتی ہیں، ان روایات کے مطابق خانہ کعبہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے تعمیر کیا تھا۔ عربوں کی ایک قسم جو عرب مستعرب" کہلاتی تھی وہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے تھی۔ قریش اس عربی نسل کا ایک قابل احترام قبیلہ تھا جس کی ایک معزز شاخ بنوہاشم تھی۔" (28) مستشرقین نے ایک خاص حکمتِ عملی کے تحت ان عظیم شخصیات کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے جو سیرت کی جمع و تدوین اور حفاظت میں بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مستشرقین نے اس مقصد کے لیے جن شخصیات کو خاص طور اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے ان میں مشہور ابن سحاق ہیں۔

احسان الحق سلیمانی صاحب نے مستشرقین کے مختلف اعتراضات کے جوابات مدلل انداز میں دیئے ہیں اور پھر جو نسب رسول ﷺ پر مستشرقین نے اعتراض کئے ہیں ان کو عرب و تاریخ عرب میں جس انداز میں جوابات دیئے ہیں انہی کا خاصہ ہے۔ خاندان رسالت پر جیسا کہ مستشرقین اعتراض کرتے ہیں اس کے جواب میں ایک مقام پر لکھا ہے۔

"مارگولیس نے عربی زبان کا خوب مطالعہ کیا تھا، اور سرولیم میور بھی تاریخی شہادتوں کو سمجھنے میں کوئی کودن نہ تھے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ انھوں نے "عظیم" کو "شریف" سے خلط ملط کردیا اور غلط نتائج اخذ کرنے کے ذمہ دار ٹھہرے۔ کیا نبوت کی عظیم ذمہ داریوں کے لیے کسی متمول، صاحب ثروت اور بااثر آدمی کی ضرورت تھی یا ایک شرف النفس، باشعور، باخدا اور امانت دار کی؟ قرآن مجید کا فیصلہ یہ ہے کہ تونگری دخوش حالی اور فقر و ناداری کا تعلق دنیا کے تکوینی اور انتظامی معاملات سے ہے۔ انھیں حق و صداقت کا معیار قرار دینا یا دلیل صدق د حقانیت سمجھنا پرلے درجے کی حماقت ہے۔ خداوندِ بزرگ برتر کی رحمت (نبوت) کے مستحق مالدار ہیں نہ لپاٹیے اور نہ ہی طُرّباز یا جھتّے وہ مکہ اور طائف کے گدی نشینوں کو اس دولت کے قابل نہیں سمجھا۔ اس کے لیے موزونیت کا معیار کچھ اور ہے اور وہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس امانت کا اہل کون ہے اور

اس فریضہ کو سرانجام دینے کی صلاحیت کس میں ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

1۔ ”اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ “(29)

”اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا کام کس سے لے۔“

2۔ ”يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ“(30)

”وہی جبرائیل کو وحی کے ساتھ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نازل فرماتا ہے۔“

مشرقین مکہ کو آپ ﷺ کی یتیمی اور مالی کمزوری پر تو اعتراض ہو سکتا تھا لیکن انہیں آپ ﷺ کی خاندانی شرافت اور نجابت پر کوئی شبہ تھا نہ اعتراض۔ اس میں شک نہیں کہ آپ ﷺ قریش کی شاخ کے ثمر شیریں تھے جس کی گزر بسر کے ذرائع محدود تھے۔ یہ بھی درست ہے کہ ان قریش کے خرانٹوں کے درمیان مقابلتاً جوان تھے اور ایک ایسی دعوت انقلاب کے بانی تھے جو اُن کی صاحبزادگی کے لیے خطرہ اور ان کے اقتدار کے لیے بہت بڑا چیلنج۔ اگر انہیں ان کی عالی نسب شک ہوتا تو ابولہب ایسا متمرد اور استخوان فروش انسان جو تبلیغ دین اور دعوت حق کی تمام کوششوں کو ناکام بنانے کی قسم کھائے ہوئے تھا، دعوت اسلام سے پہلے آنحضور ﷺ کے ساتھ بیاہ شادی کے ذریعے نجی تعلقات کو استوار کرنے کی کوشش نہ کرتا۔ اسی طرح ابوجہل نے اخنس بن شریق سے حب خاندان نبوت سے اپنے اختلافات کا ذکر کیا تو اس نے اپنی نفرتوں اور حقارتوں کے باوجود آپ پر کوئی اتہام نہیں باندھا۔ اگر جناب رسالت مآب ﷺ نے خاندانی شرف میں کسی قسم کا شک اسے نظر آتا تو وہ بلا جھجک آپ پر ”خاندان پستی“ کا الزام دھر سکتا تھا اور ایسی باتیں منسوب کرتا تھا جو بے سروپا تھیں لیکن ایسا نہیں ہوا۔“ (31)

احسان الحق صاحب نے اپنی کتاب ”رسول مبین“ میں نسب رسول ﷺ پر اعتراضات نقل بھی کئے ہیں اور پھر ان کے جوابات بھی مدلل انداز میں بیان کرنے کی سعی کی ہے۔ لکھتے ہیں:

”یہ خواہش کے مذہب اسلام کے پیغمبر ﷺ کو حضرت اسماعیل کی اولاد خیال کیا جائے اور غالباً حضرت اسماعیل کی نسل سے ثابت کیے جائیں، آنحضور ﷺ کو اپنی زندگی میں پیدا ہوتی ہے وہ مفروضہ جس کو ثابت کرنے کے لیے سر ولیم میور نے اپنی کتاب ”حیات محمد“صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقدمہ ر Introduction) میں طویل بحث کی ہے۔ اس کے نزدیک اس کوشش کا مقصد آنحضور ﷺ کی خاندانی شرافت، ذاتی وجاہت اور وقار کو دوبالا کرنا تھا جس کے لیے:

آپ کے ابراہیمی نسب نامے کے ابتدائی سلسلے گھڑے گئے اور اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کے بے شمار نئے نصف پوری اور نصف عربی سانچے میں ڈھائے گئے۔“

اس بے تکی بات کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے لیے ان حضرات نے بھی قرآنی آیات کے موڑ توڑ کر پیش کیا اور کی احادیث کو غلط معنیٰ پہنا کر اپنا کام نکالنا چاہا۔ اگر استشرقین (Orientalists) کے بیانات کو وسیع تر تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے نہ صرف سرور عالم ﷺ کو ہی ”ادنی خاندان کا ایک فرد“ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ حضرت اسمٰعیل کو بھی (نعوذ باللہ) مبتذل دکھانے کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اسلام اور شارع اسلام (علیہ السلام) کے خلاف حسد وکینہ کے یہ جذبات یہودی اور عیسائی مؤرخین کو وراثت میں ملے ہیں۔ ان لوگوں نے اسلام کے مقابلے کے لیے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے اور اپنے اشہب کی لگام باطل خیالات اور دلی بغض وعناد کے اظہار کی

طرف موڑ دی ہے۔ ان کی تقریروں اور تحریروں کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں عربوں کی تہذیب اور تاریخ کی تنقیص کی جائے، ان کے مقام ومرتبہ کو گھٹایا جائے اور ان کے مخصوص فضائل وخصوصیات کی جن میں ان کی افادیت مسلمہ ہے، تحقیر کی جائے۔"(32)

سیرۃ النبی ﷺ کے بعض پہلوؤں پر مستشرقین کی نسب نبوی پر اعتراض کیا ہے جس طرح مدینہ کے یہودیوں کو علم ہوتا گیا کہ نبی کریم ﷺ بنی اسماعیل میں سے ہیں، ان کی عداوت بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر نسب پر مختلف انداز میں اعتراضات کئے اور یہ اعتراضات صرف یہاں تک ہی محدود نہ رہے بلکہ رسول اکرم ﷺ کو جانی ومالی اذیت پہنچانے کے ساتھ انھوں نے آپ ﷺ کی سیرت اور شخصیت پر پروپیگنڈے کیے۔ تقریباً یہی صورت اس وقت تک برقرار رہی جب تک مغربی دنیا نے اسلامی علوم سے واقفیت نہ حاصل کرلی تھی۔ مذہبی رہنماؤں کے ذریعے برپا کی ہوئی صلیبی جنگوں میں ناکامی نے یورپ کے بُغض وعناد کو مزید بھڑکا دیا۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی شکست کو فتح میں بدلنے کے لیے انتہائی تکلیف دہ باتیں نبی ﷺ سے منسوب کیں۔ ڈاکٹر صاحب نے طہارت نسب نبوی پر متعدد دلائل دینے کے بعد لکھتے ہیں:

" ان حقائق وشواہد اور پہلے بیان کی گئی آیات واحادیث سے مترشح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور علیہ السلام کے والد گرامی حضرت عبد اللہ تک جن سعادت مند اور خوش بخت خواتین و حضرات کو اپنے محبوب کریم نبی آخر الزماں ﷺ دور کے نور مبارک کا امین بنایا وہ سب اعلیٰ وپاکیزہ اخلاق اور مضبوط کردار کے مالک تھے ان تمام خبائث اور خسیس حرکات سے پاک تھے جو دور جاہلیت کا لازمہ اور طرۂ امتیاز تھیں وہ سب معاشرے میں تہذیب وشائستگی کی علامت تصور کے جاتے تھے نبوی نسب میں کوئی ایک نام بھی ایسا نہیں جس پر حرف گیری کی جاسکتی ہو اور اخلاقی گراوٹ کا دھبہ لگایا جاسکتا ہو وہ فسق وفجور اور کفر وشرک کی آلودگی سے ہمیشہ دامن کشاں رہے۔ آپ کے نسب نامہ میں اسی مثالی پاکیزگی اور بلند پایہ عمارت کی ضرورت بھی تھی تاکہ کوئی زبان طعن درازنہ کر سکے۔ چنانچہ شرافت ونجابت کے مثالی پیکر اور مجسم نور کو دیکھ کر سعادت مند روحیں لپکیں' رامن کرم سے وابستہ ہوگئیں اور بے قرار ہوکر ایمان لے آئیں۔ یہ بھی طہارت نسب نبوی کا ایک اعجاز اور نورانی کرشمہ تھا جس نے دلوں کے دریچے کھول دیئے اور نیک بختوں کو کھینچ لیا۔"(33)

رسول ﷺ کے کا نسب طہارت وپاکیزگی کے لحاظ ایک اعلیٰ کردار تھا اور اگر نسبی طور پر آپ ﷺ قابل التفات ہوتے تو اولاً مشرکین مکہ ان امور واضح کرتے جیسا کہ کفار مکہ نے متعدد الزامات لگائے لیکن نسبی لحاظ سے قریش مکہ نے کبھی بھی اس طرح کا الزام نہیں لگایا تھا کیوں کہ قریش مکہ کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ کا گھرانا ایک اعلیٰ وارفع ہے اور کردار کے لحاظ عرب میں مشہور ومعروف تھا جیسا کہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

" سرزمین عرب میں تو خاندانی وجاہت اور نسبی شرف کو کچھ زیادہ کی اہمیت دی جاتی تھی اہل عرب اس بارے میں بڑے حساس واقع ہوئے تھے۔ وہ اپنے آباؤ اجداد کے مفاخر اور کارنامے اس طرح بیان کرتے تھے جیسے دنیا میں کرنے کے لیے یہی ایک کام رہ گیا ہو پھر جو شخص آبائی بڑائی ثابت کرنے میں کامیاب ہو جاتا اسے سب عظمت کے سنگھاسن پر بٹھا دیتے تھے اور دل وجان سے اس کی سیادت وآقائی تعلیم کرنے کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ جب سرور کائنات، فخر موجودات، صاحب لولاک، امام الانبیاء نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی باری آئی تو آپ کو ایک ایسے معزز گھرانے میں تولد بخشا گیا جس کی شرافت ونجابت اور وقار وجلال کا سارے عرب میں شہرہ تھا اس خاندان کی خوبیوں اور نیکیوں کے گیت گاتے تھے۔ سب کو اعتراف تھا کہ بنو ہاشم "ایک ایسا گھرانہ ہے جو سخاوت وشجاعت، علم وفضل، تقوی وطہارت خلوص وایثار، عدل ودیانت استقلال وجرات اور صورت وسیرت غرضیکہ ہر اعتبار سے بے مثال ہے اور یہ گھرانہ اپنے اوصاف کے حوالے سے پورے عرب کا

جھومر ہے۔"(34)

پھر اسی مقام ڈاکٹر صاحب نے متعدد دلائل طہارت نسب پر پیش کئے ہیں۔

منصوبہ بندی طریقے سے جو اعتراضات سیرتِ نبوی ﷺ پر کیے گئے، اسے چند لوگوں کی کوشش بھی نہیں کہی جاسکتی، بلکہ ایسے لوگوں کی بڑی تعداد ہے۔ خاص طور پر اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی میں ان بھدے اور دل شکن اعتراضات کو جلی سرخیوں کے ساتھ دہرایا گیا۔ جوزف وہائٹ، ہمفرے پریڈو، ریسکی، ریلانڈ، ریسکی، ایڈ منڈ ڈوٹے، سینٹ ہلری، دی انکونا، سائمن اوکلے، ایڈورڈ گبن، جارج سیل، گوئٹے، تھامس کارلائل، دیون پوٹ، باس ورتھ اسمتھ، اسٹینلے لین پول، رینان، واشنگٹن ارونگ، ایچ جی ویلز، کائتانی، بکر، گرم، ولہاوزن، جان کریمر، نولدیکی، اسپر نگر، دوزی، گولڈ زیہر، وبر، ڈیوڈ مار گولیتھ، ہنری لیمن، ولیم میور وغیرہ نے کم وبیش سیرتِ رسول ﷺ کو موضوع بحث بنایا۔ تفصیل میں جائے بغیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان میں بہت سے لوگوں نے سیرتِ رسول ﷺ پر گفتگو کرتے ہوئے دانستہ یا غیر دانستہ ٹھوکریں کھائی ہیں اور کہیں نہ کہیں اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے۔ اور پھر جب ان اعتراضات سے مستشرقین کا کچھ دل ہلکا نہ ہوا تو انہوں نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام پر اعتراض کر دیا کہ وہ عرب سرزمین پر کبھی نہیں آئے اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے انہی کی کتب سے جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تورات کے نسخے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت اور ان کی نسل کے پھولنے پھلنے اور اس بارہ سرداروں کے پیدا ہونے کے جو تذکرے موجود ہیں وہ صریحاً قرآن مجید میں مذکور دعائے ابراہیمی اور وعدہ ایزدی کی تائید کرتے ہیں۔"(35)

**خلاصہ**

نبوی ﷺ فرامین کی روشنی میں آپ ﷺ کے نسب مبارک کا حاصل ہے کہ یہ نسب تمام انسانوں کی انساب سے ارفع واعلیٰ اور افضل ہے، نسب نبوی ﷺ پاکیزہ ترین ہے، آپ ﷺ کے آباء وامہات ہر قسم کے فعل قبیح سے پاک ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اصلاب وارحام طیبین وطیبات میں منتقل فرماتا رہا ہے، یہاں تک کہ آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، امت مسلمہ میں کثیر تعداد میں علما کا اتفاق ہے کہ نسب نبوی ﷺ میں شامل آباء واجداد اور امہات عقیدہ توحید اور دین حنیف پر قائم تھے۔ آپ ﷺ کے نسب میں اکیسویں پشت عدنان تک متفق علیہ نسب ہے، عدنان سے اُوپر سلسلہ نسب میں اختلاف ہے، لیکن عدنان کا حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہونا اجماع ہے۔ روز قیامت تمام انساب اپنے فائدہ کے اعتبار منقطع ہو جائیں گے لیکن نسب رسول ﷺ جاری رہے گا۔

**حوالہ جات:**


1. ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری، کتاب المناقب، ج6، ص527
2. بدرالدین عینی، محمود بن احمد (س ن)، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب المناقب، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ج16، ص69
3. سورۃ بقرہ 2:128
4. کاندھلوی، محمد ادریس، (س ن)، سیرۃ مصطفیٰ ﷺ، کراچی، کتب خانہ مظہری، ج1، ص20
5. الحاکم، محمد بن عبداللہ، (2002ء) المستدرک علی الصحیحین، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، 2945

6. البخاری، محمد بن اسماعیل، کِتَابُ المَنَاقِبِ، بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، 3557
7. السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الدر المنثور، ج4، ص330
8. البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب مناقب الانصار، بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، 3851
9. ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، (1994ء)، السیرۃ النبویۃ، بیروت، داراحیاء التراث الاسلامی، ج1، ص204
10. السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الدر المنثور، ج4، ص330
11. السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الدر المنثور، ج4، ص328
12. ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج1، ص21
13. ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج1، ص22
14. مسلم، مسلم بن حجاج (1998ء)، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، بَابُ فَضْلِ نَسَبِ النَّبِيِّ ﷺ، الریاض، دارالسلام، 5938
15. الہیثمی، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، بَابٌ فِي الشَّرِيفَاتِ، ج4، ص272
16. آلوسی، شہاب الدین محمود، (س ن)، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم وسبع المثانی، بیروت، داراحیاء التراث العربی، ج18، ص65
17. شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ، ج1ص102
18. شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ، ج1ص103
19. شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ، ج1ص120
20. الزخرف31:43
21. شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ﷺ، ج1ص121
22. قاضی، سلیمان منصورپوری، سیرۃ رحمۃ للعالمین، ج1ص60
23. ہیکل، محمد حسین، حیات محمد ﷺ، ص95
24. آل عمران3:97،96
25. الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی، ج7ص168
26. الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی، ج7ص169
27. الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی، ج7ص170
28. الازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء النبی، ج7ص170
29. الانعام124:5
30. النحل2:16
31. سلیمانی، احسان الحق، رسول مبین، ص102،101
32. سلیمانی، احسان الحق، رسول مبین، 95
33. ڈاکٹر، طاہر القادری، سیرۃ الرسول، ج2ص118
34. ڈاکٹر، طاہر القادری، سیرۃ الرسول، ج2ص107
35. ڈاکٹر، طاہر القادری، سیرۃ الرسول، ج10ص504